سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

امارات قیامت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد عن عمر بن الخطابؓ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلعم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایری علیہ اثر السفر ولایعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلعم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ وضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمدؐ اخبر فی عن الساعۃ قالؐ ما المسؤل عنھا باعلم من السائل قال فاخبر فی عنی عن امارا تھا قالؐ ان تلد الامۃ ربتھا وان تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاۃ الشاء یتطاولون فی البنیات الخ او کما قالؐ (رواہ مسلم و بخاری)

آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے جمعہ کو اس حدیث کی توضیح کے سلسلہ میں قیامت کے ثبوت کیلئے بعض نقلی وعقلی دلائل پیش کر چکا ہوں جسکا خلاصہ یہ نکلا کہ روئے زمین پر رب کریم کی ان گنت نعمتوں کے بچھائے ہوئے عظیم دسترخوان سے مطیع وعاصی، فاسق ونیکوکار اور کافر ومسلمان برابر فوائد حاصل کر رہے ہیں، بلکہ فساق وفجار کچھ زیادہ مزے میں ہیں۔ جبکہ بدکار کی تمام زندگی اپنے خالق حقیقی کی نافرمانی میں گزر رہی ہے اور نیکوکار شبانہ روزہ اپنے رب کی رضا کے حصول میں سرگرداں ہیں۔

نیک وبد کا امتیاز:

اب اگر ایک مقرر وقت پر جسے روز قیامت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان دونوں میں تمیز نہ کی جائے تو سراسر ناانصافی ہوگی جس کا تصور اور اللہ کی طرف اس ناانصافی کی ذرہ سی نسبت کرنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ کھیتی باڑی کرنے والا کاشتکار اعلیٰ ترین بیج بونے اور اگنے کے بعد اپنے کھیت کو جس میں اپنے بوئی ہوئی فصل کے ساتھ ساتھ کانٹے اور غیر فائدہ مند پودے بھی اگ جاتے ہیں کو بھی برابر پانی، کھاد اور یوریا وغیرہ مہیا کرتا ہے۔ اس پانی اور کھاد سے مقصودی فصل کے مقابلہ میں غیر مقصدی پودے فائدہ بھی زیادہ حاصل کرتے ہیں مگر وقت مقررہ کو کسان اسی ایک کھیت میں اُگے ہوئے مختلف اقسام کے اُگے ہوئے پودوں میں جدائی کا اہتمام کر کے فائدہ مند پیداوار کے ساتھ اکرام کا سلوک کرتا ہے اور غیر فائدہ منداشیاء کو تلف وضائع کر دیتا ہے اگر ایک کاشتکار ان دو قسم کی فصلوں میں جدائی کا بندوبست نہ

کرے تو ہر انسان اسے بے وقوف اور عقل سے عاری تصور کرتا ہے۔ تو جب اللہ کے بنائے ہوئے ایک انسان کے بارے میں یہ رائے ہو تو وہ ذات باری تعالیٰ جس کا کوئی فعل حکمت و دانائی سے خالی نہیں، کے بارہ میں کیسے سوچا جاسکتا ہے کہ وہ ایک ایسا انسان جو اپنے نفس اور خواہشات کے گھوڑے پر سوار ہو کر پوری زندگی اللہ کی نافرمانی اور ہوائے نفس کی اطاعت میں گزارے اور دوسرا شخص اپنے مالک حقیقی کی رضا و رغبت کے لئے اپنی خواہشات کی پامالی کر کے اپنے آپ کو خدا کے احکامات کے تابع کردے۔ دونوں کے درمیان امتیاز اور جدائی اور ہر دونوں کو اپنے اپنے کئے ہوئے اعمال کی جزاء وسزا کیلئے اس کے ہاں ایک وقت مقررہ نہ ہو۔

بعض علوم جو علم غیب کے ساتھ خاص ہیں:

ہاں اتنا البتہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حکمت کے پیش نظر بعض علوم کا صرف اپنے پاس پردہ غیب میں رکھنا منظور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ لقمان میں ارشاد ہے:

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور نازل کرتا ہے بارش۔ اور اسی کو علم ہے کہ ماں کے پیٹ یعنی رحم میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کسی کو معلوم نہیں کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے۔ ان پانچ اشیاء کا علم اللہ کے ساتھ خاص مخفی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے پاس صرف ان پانچ چیزوں کا علم ہے باقی کا نہیں بلکہ یہاں یہ پانچ صرف بطور مثال اور نمونہ کے ذکر ہوئے ہیں کہ جن امور کا انسان سے براہ راست تعلق ہے، صبح و شام ان کے بارے میں فکر مند رہتا ہے اسے ان کے بارے میں بھی علم نہیں ہوتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ تمام کائنات کے اختتام اور درہم برہم ہونے کا وقت کون سا ہے۔ انسان کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ان معاملات اور امور میں اللہ کے قضاء و فیصلہ پر ایمان لاکر شکوک و شبہات سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

بعض علمائے کرام کا خیال یہ ہے کہ آیت متذکرہ میں پانچ امور کا ذکر اور تخصیص محض ایک سائل کے سوال کی بنا پر ہے جس نے حضور صلعم سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ بارش کب ہوگی؟ میری بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی؟ اپنی آئندہ کی سرگرمیوں کا حال کیسے معلوم ہوگا؟ کون سے امور نفع کے اور کتنے اعمال ضرر رسانی کے ہوں گے؟ اور نفس کا خاتمہ یعنی موت کب؟ کیسے اور کہاں واقع ہوگی۔ ان پانچ اشیاء کے بارے میں سوال کے جواب میں، آیت نازل ہوئی کہ ان امور کا حتمی اور یقینی علم وادراک خدا ہی کو ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

.... (بقیہ صفحہ نمبر ۵۹ پر)